OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:5, Issue: 1, Jan -March 2026 PP: 10-20

فہم قرآن کا موضوعی منہج: انتقادی مطالعہ

Thematic Approach to Understanding the Qur'an: A Critical Study

Muhammad Sajid Saleem
PhD. Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad, Pakistan
Email: msajidsaleem91@gmail.com

Dr. Humayun Abbas
Dean, Faculty of Islamic and Oriental Learning, Government College University, Faisalabad, Pakistan
Email: drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Abstract

Tafsir al-Mawḍūʿī methodology in the exegesis of the al-Qurʾān al-Karīm has been formally recognized as an independent scholarly approach since the mid-twentieth century, when comprehensive works began to be produced in this field. However, its foundational concepts can be traced back to the earliest periods of Qur'anic revelation. During the Prophetic era, the historical context of revelation reflects a form of thematic interpretation, wherein verses were revealed in response to specific circumstances, events, and questions, and were explained by the Prophet himself. This process clarified the Qur'anic perspective on various aspects of human life, including beliefs, worship, and social dealings. Moreover, the practice of collecting verses from different parts of the Qur'an on a single theme for better understanding has existed since the time of the Prophet and his Companions. The adoption of a thematic approach for understanding the Divine text is also evident in the sayings of the Prophet, the interpretations of the Companions, and the exegetical traditions of the early righteous scholars.

Keywords: *Tafsir al-Mawḍūʿī, Manhaj al-Tafsīr, Qur'anic Studies, Context of Revelation, Thematic Analysis.*

CC BY

تعارف

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ اور مقدس ترین کتاب ہے جو ساری انسانیت کیلئے باعث ہدایت ہے۔ نزول قرآن کے مقاصد میں سے بنیادی اور اہم ترین مقصد کماحقہ اس کی تفہیم ہے۔ قرآن کے مشکل، مجمل الفاظ و کلمات کی توضیح، آیات کے اجمال کی تفسیر و تفصیل کیلئے اس کی تفسیر کی جاتی ہے۔ عہد نزول قرآن سے لے کر آج تک قرآن کی تفسیر مختلف ادوار میں مختلف مراحل طے کرتی رہی۔ ہر دور میں ہر مفسر نے اپنے علمی مزاج و ذوق، رجحان کی بدولت اور ضرورت کے مطابق تفسیر قرآن میں ایک مخصوص منہج و اسلوب کو اختیار کئے رکھا۔ بادی النظر میں ان تمام رجحانات، مناہج و اسالیب کا بنیادی مقصد فہم قرآن تھا۔ قرآن فہمی کیلئے تفسیر قرآن کے جدید رجحانات میں ایک رجحان "تفسیر موضوعی" کا بھی ہے۔

قرآن کریم کی تفسیر میں موضوعی منہج کو ایک مستقل علمی اسلوب کی حیثیت سے تسلیم کرنے اور اس پر جامع کتب تصنیف کئے جانے کا عمل باقاعدہ طور پر بیسویں صدی کے وسط میں شروع ہوا لیکن اس کے اساسی تصورات کسی نہ کسی شکل میں نزولِ قرآن کے ابتدائی ادوار میں بھی ملتے ہیں۔ عہد رسالت میں نزول قرآن کا تاریخی سیاق در حقیقت موضوعاتی تفسیر ہی کی ایک صورت نظر آتا ہے جہاں مخصوص حالات و واقعات اور سوالات کے تناظر میں آیات کا نزول ہوتا ہے اور خود صاحب قرآن ان کی تشریح و توضیح فرماتے ہیں جس سے انسانی زندگی کے متعلق مختلف موضوعات جیسے عقائد، عبادات اور معاملات وغیرہ کے متعلق قرآنی نظریہ واضح ہوتا ہے۔ ایک ہی موضوع کے متعلق قرآن کریم کے مختلف مقامات سے جمع آیات کر کے فہم قرآن کا عمل عہدِ رسالت اور عہد صحابہ سے ہی چلا آرہا ہے۔ کلامِ الٰہی کے فہم کے لئے موضوعی منہج کی صورتیں کلامِ رسول، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور سلف صالحین کے تفسیری اقوال و آثار میں واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہیں:

ا۔ نزول قرآن کے ابتدائی ادوار میں موضوعاتی رجحان کا تصور:

کسی خاص موضوع کے متعلق قرآنی آیات جمع کر کے ترتیب دینے اور ان سے استفادہ کی امثلہ، یوں ہی کسی خاص قرآنی آیت یا مضمون کے فہم میں دشواری کی صورت میں صحابہ کے سوالات اور نبی کریم ﷺ کے قرآن کریم سے ہی جوابات ارشاد فرمانے میں بھی موضوعی منہج کے اساسی تصورات کا ذکر ملتا ہے۔

(ا) صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا نَزَلَتْالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ قَالَ: لَيْسَ ذَلِكَ، إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ، أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ: يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.[1]

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہ ملایا"۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان پریشان ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں سے کون ایسا ہے جو اپنی جان پر ظلم نہیں کرتا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے وہ بات نہیں سنی جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہی کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔)

(۲) صحیح بخاری کتاب التفسیر میں ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَرضي الله عنهما،عَنِ النَّبِيِّ ﷺقَالَ :مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ، لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ: لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ [2]

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مفاتیح الغیب سے مراد پانچ چیزیں ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ کل کیا ہونے والا ہے؟ بارش کب آئے گی؟ کس کو موت کہاں آئے گی؟ اور قیامت کب ہوگی؟۔)

مذکورہ حدیث میں حضور ﷺ نے قرآن کریم کی آیت "عنده مفاتيح الغيب "کی تفسیر دوسری آیت سے بیان فرمائی۔ تفسیرِ قرآن کا سب سے مستند منہج تفسیر القرآن بالقرآن ہے۔یعنی قرآن کی ایک آیت کی تفسیر کسی دوسری آیت سے یوں ہی ایک آیت کے اجمال کی تفصیل دوسری آیت سے جاننا اسی تفسیر القرآن بالقرآن کے منہج کو واضح کرتا ہے اور تفسیر القرآن بالقرآن کا منہج بھی تفسیر موضوعی ہی کی ایک شکل ہے۔

عہد صحابہ میں فہم قرآن کیلئے موضوعی منہج کی صورتیں:

فہم قرآن کے لئے موضوعی منہج عہد صحابہ میں بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے۔وہ صحابہ جو قرآنِ کریم کا عمیق فہم رکھتے اور عند الصحابہ ان کا فہم اور علم قرآن مشہور و متداول تھا وہ بھی قرآن کریم کے متعلق دوسروں کے اشکالات دور کر دیا کرتے، اجمال کی تفصیل یا بظاہر آیات میں تضاد کا حل یا تطبیق فرمادیا کرتے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص نے حاضر ہو کر قرآن کریم کی مختلف بظاہر متعارض آیات کے متعلق سوالات کئے اور کہا کہ میں قرآن کریم کی بعض آیات میں اختلاف پاتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يتساءلون [3] (پھر اس دن ان کے درمیان نہ رشتے ناطے رہیں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے)۔جبکہ دوسری جگہ پر فرمایا: وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يتساءلون [4] (وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھ گچھ کریں گے)

اسی طرح ایک جگہ فرمایا گیا: وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا [5] (اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے) جبکہ دوسری جگہ پر فرمایا: وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (مشرکین کا قول ہے): اللہ کی قسم! جو ہمارا رب ہے، ہم مشرک نہ تھے)

ایک مقام پر فرمایا: ءَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ- إِلَى قَوْلِهِ - دَحَاهَا [6] (تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا) اور اس کے بعد زمین کو بچھایا) اور اس میں زمین کی تخلیق کا ذکر آسمان سے پہلے ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا: وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا .عَزِيزًا حَكِيمًا. سَمِيعًا بَصِيرًا [7] (اور اللہ بخشنے والا مہربان تھا، عزت والا حکمت والا تھا، سننے والا دیکھنے والا تھا) تو (لفظ کَانَ سے) ایسا لگتا ہے کہ وہ ایسا تھا اور اَب نہیں ہے؟

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے ترتیب وار جوابات قرآن کریم سے ہی دیئے:

فَقَالَ: فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ فِي النَّفْخَةِ الْأُولَى، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ: فَصَعِقَ مَنْ فِي السماوات وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ: فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذَلِكَ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ، ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ: أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ.وَأَمَّا قَوْلُهُ:مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ. وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا: فَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِخْلَاصِ ذُنُوبَهُمْ،فقال الْمُشْرِكُونَ:تَعَالَوْا نَقُولُ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِينَ،فَخُتِمَ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ، فَتَنْطِقُ أَيْدِيهِمْ، فَعِنْدَ ذَلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُكْتَمُ حَدِيثًا، وَعِنْدَهُ: يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا.[8]

(۱) فرمایا: ان کے درمیان رشتے ناطے نہ ہونا اور ایک دوسرے کو نہ پوچھنا نفخہ اولیٰ کے وقت ہوگا۔ جب صور پھونکا جائے گا تو آسمان و زمین کی تمام مخلوق بے ہوش ہو جائے گی سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے۔ پھر جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تب وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھ گچھ کریں گے۔

(۲) اور یہ کہنا کہ "ہم مشرک نہ تھے" اور وہ اللہ سے بات نہ چھپا سکیں گے" تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہ معاف فرما دے گا۔ یہ دیکھ کر مشرکین آپس میں کہیں گے: "آؤ ہم بھی کہتے ہیں کہ ہم مشرک نہیں تھے" (تاکہ ہم بھی بچ جائیں)۔ لیکن اللہ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے ہاتھ گواہی دیں گے۔ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ اللہ سے کوئی بات چھپائی نہیں جا سکتی۔ یہی وہ موقع ہے جب کافر آرزو کریں گے۔

اسی طرح مشرکین کے بقیہ سوالات کے جوابات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یوں دیئے:

وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ، ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ، ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ، وَدَحْوُهَا: أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعَى، وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِمَالَ وَالْآكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: دَحَاهَا. وَقَوْلُهُ: خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ. فَجُعِلَتِ الْأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ، وَخُلِقَتِ السماوات فِي يَوْمَيْنِ. وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا: سَمَّى نَفْسَهُ بذلك، وَذَلِكَ قَوْلُهُ، أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ، فَلَا يَخْتَلِفْ عَلَيْكَ الْقُرْآنُ، فَإِنَّ كُلًّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ.[9]

(۳) اللہ نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور اسے اگلے دو دنوں میں درست کر کے سات آسمان بنائے۔ پھر اس نے زمین کو بچھایا دَحاہا: اور دحو کا مطلب یہ ہے کہ اس میں سے پانی اور چارہ نکالا، اس میں پہاڑ، اونٹ، ٹیلے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ سب پیدا کیا۔ یہ سب کام مزید دو دنوں میں ہوئے۔ زمین اور اس کی تمام چیزوں کی تیاری چار دن میں ہوئی اور آسمان دو دن میں پیدا کیے گئے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں جو "کَانَ" فرمایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہے اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ اللہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ہو کر رہتی ہے۔ قرآن کی کوئی آیت ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہے۔

اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم کی مختلف موضوعات پر مشتمل آیات میں بظاہر اختلاف کے مابین تطبیق بیان فرمائی، اسی طرح تفسیری موضوعی کی ابتدائی صورتوں میں ایسی تمام روایات بھی شامل ہیں جن میں صحابہ کرام علیہم الرضوان بظاہر متعارض آیات کے مابین تطبیق پیدا کر دیا کرتے تھے۔ اس علم کو علماء نے "مُوہم الاختلاف والتناقض" کا نام بھی دیا ہے۔

(۲) حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کسی بھی موضوع پر جب اشکال لاحق ہوتا تو وہ قرآن کریم سے ہی اس کا حل نکالتے۔

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ وَضَعَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ،فَهَمَّ عُمَرُ بِرَجْمِهَا،فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : لَيْسَ عَلَيْهَا رَجْمٌ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ،فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ : وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ،وَقَالَ :وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا،فَإِذَا ذَهَبَتِ الرَّضَاعَةُ حَوْلَيْنِ كَانَ الْحَمْلُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، فَخَلَّى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَبِيلَهَا.(10)

(حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسی عورت کو لایا گیا جس کے ہاں صرف چھ ماہ میں بچہ پیدا ہوا تھا ،حضرت عمر نے اُسے رجم کرنے کا ارادہ فرمایا،جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تک بات پہنچی تو فرمایا: اس عورت پر رجم نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ دریافت کیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: مائیں اپنے بچوں کو دو سال تک دودھ پلائیں،اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا: اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ پس جب دودھ پلانے کی مدت دو سال نکال دی جائے تو حمل کی مدت چھ ماہ بنتی ہے۔ قرآن سے یہ علمی دلیل سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس عورت کو آزاد کر دیا۔)

مذکورہ روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کسی اور دلیل کے بجائے قرآن کریم کی دو مختلف سورتوں (الاحقاف، سورۃ البقرہ) کی آیات کو ایک ہی موضوع کے تحت جمع کر کے اس سے نتیجہ نکالنا بھی دراصل تفسیر موضوعی کی اساسی صورت ہے۔

علوم القرآن میں موضوعاتی رجحان کی صورتیں:

علوم القرآن پر دوسری صدی ہجری سے ہی مخصوص قرآنی موضوعات پر مستقل کتب لکھنے کا رجحان پیدا ہو چکا تھا، جو درحقیقت تفسیرِ موضوعی کی ابتدائی صورت تھی۔ اس عہد میں مفسرین نے پورے قرآن کی ترتیب وار تفسیر کے بجائے مخصوص علمی عنوانات پر تصنیفات لکھیں۔ اس عہد میں علوم القرآن پر مصنفات دو طرح کی ہیں:

(ا) بلاواسطہ علوم قرآن پر کتب:

وہ کتب جن کا تعلق براہِ راست الفاظ قرآن، کلمات، سورتوں کی ترتیب اور آیات کی تفہیم سے ہے۔ ان میں مفسر مختلف مناہج اختیار کرتے ہوئے کلامِ الٰہی کی تفسیر بیان کرتا ہے۔ اس پر تصنیف کردہ کتب میں عموماً درج ذیل اسلوب اختیار کئے گئے ہیں:

۱-ترتیبی: جس میں سورت فاتحہ سے سورت والناس تک پورے قرآن کی ترتیب وار تفسیر کی جائے۔ جیسے تفسیر ابن کثیر، تفسیر طبری وغیرہ میں اسلوب اختیار کیا گیا۔

۲-مفرداتی: وہ کتب جن میں الفاظ و کلمات قرآن کی الگ الگ تفسیر و تشریح کی گئی ہے،اس اسلوب میں مفردات القرآن، غریب القران، معانی القرآن، الاشباء والنظائر، اسباب النزول اور الناسخ والمنسوخ وغیرہ جیسے عناوین سے تصنیف کردہ کتب شامل ہیں۔ اس اسلوب کے تحت چند تصنیفات درج ذیل ہیں:

1. المفردات فی غریب القرآن- حسین بن محمد راغب اصفہانی،(م:۵۰۲)
2. تفسیر غریب القرآن-ابن قتیبہ الدینوری،(م:۲۷۶ھ)

3. نزھۃ القلوب فی غریب القرآن-ابو بکر محمد بن عزیز السجستانی،(م:۳۳۰ھ)
4. التبیان فی تفسیر غریب القران-احمد بن محمد بہائم مصری،(م:۸۱۵ھ)
5. نزھۃ الاعین النواظر-ابو الفرج عبد الرحمن ابن الجوزی،(م:۵۹۷ھ)
6. معانی القرآن-اَبوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء،(م:۲۰۷ھ)، معانی القرآن-اخفش اوسط،(م:۲۱۵ھ)
7. الناسخ والمنسوخ-قتادہ بن دعامہ،(م:۱۱۸ھ)، الناسخ والمنسوخ، ابو عبید القاسم بن سلام(م:۲۲۴ھ)
8. مجاز القرآن-ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ،(م:۲۱۰ھ)، مجاز القرآن-علی بن محمد الماوردی،(م:۴۵۰ھ)
9. الاشباہ والنظائر-یحییٰ بن سلام بصری،(م:۲۰۰ھ)
10. التحقیق فی کلمات القران الکریم-حسن مصطفوی،(م:۱۴۲۶ھ)

۳-موضوعاتی: قرآن کریم کی آیات یا کسی خاص لفظ یا موضوع کی الگ سے ایک جامع تفسیر و تشریح کی جائے۔اس میں "احکام القرآن"،امثال القرآن،اقسام القران، مجاز القرآن جیسے عنوانات سے تصنیف کردہ کتب شامل ہیں، یوں ہی کسی خاص نوع یا انسانی زندگی کے کسی بھی موضوع کے متعلق آیاتِ قرآنیہ کی جمع و ترتیب کے بعد تفسیر و تشریح کئے جانا بھی موضوعاتی منہج کی ہی ایک صورت ہے۔اس میں "الانسان فی القران" الایمان فی القرآن، الامراۃ فی القرآن، القسم فی القرآن، التوحید فی القرآن"، الصبر فی القرآن، التقوی فی القرآن، التفسیر الموضوعی للقرآن الکریم" وغیرہ کے عناوین سے مرتب کردہ کتب بھی موضوعی منہج کی عکاسی کرتی ہیں۔اس طرز تحریر کی چند مصنفات درج ذیل ہیں:

1. احکام القران-ابو بکر احمد الرازی الجصاص،(م:۳۷۰ھ)
2. احکام القران-عماد الدین علی بن محمد الکیا الہراسی،(م:۵۰۴ھ)
3. احکام القران-ابو محمد عبد المنعم بن محمد المعروف ابن الفرس،(م:۵۹۷ھ)
4. الجامع لاحکام القران-ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ،(م:۶۷۱ھ)
5. امثال القران-علی بن محمد الماوردی،(م:۴۵۰ھ)
6. امثال القران-عز بن عبد سلام (م:۶۶۰ھ)
7. الامثال فی القران الکریم-ابن قیم الجوزی(م:۷۵۱ھ)
8. اقسام القرآن-ابن قیم الجوزی(م:۷۵۱ھ)
9. التفسیر الموضوعی للقران الکریم-احمد السید الکومی

(۲) بالواسطہ علوم قرآن پر لکھی جانے والی کتب:

یہ وہ کتب ہیں جنہیں "اصولِ تفسیر" یا "علومِ آلیہ" کہا جاتا ہے۔ان کتب میں فقط تفسیر قرآن نہیں کی گئی بلکہ ان کتب میں ایسے اصول و قوانین اور علوم و فنون بیان کئے گئے ہیں جن کے ذریعے فہم قرآن آسان ہو سکتا ہے۔اس طرز تصنیف میں وہ کتب شامل ہیں جو تاریخِ قرآن، قراءت قرآن، اسباب النزول، اعجاز القرآن اور فضائل القران مشکل القران وغیرہم جیسے عناوین سے تحریر کی گئیں۔اس اسلوب کی چند مصنفات درج ذیل ہیں:

1. البرہان فی علوم القرآن-للحوفی، (م: ۳۳۰ھ)
2. الحاوی فی علوم القران- محمد بن خلف المرزبان، (م: ۳۰۹ھ)
3. علوم القران-برھان الدین زرکشی، (م: ۷۹۴ھ)
4. مواقع العلوم من مواقع النجوم-جلال الدین بلقینی، (م: ۸۲۴ھ)
5. الاتقان فی علوم القران-جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی، (م: ۹۱۱ھ)
6. عجائب علوم القران-ابو بکر محمد بن قاسم انباری، (م: ۳۲۸ھ)
7. مباحث فی علوم القران-احمد الصبحی صالح
8. فنون الافنان فی عیون علوم القران-ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی، (م: ۵۹۷ھ)
9. المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز-عبدالحمن بن اسماعیل ابوشامۃ المقدسی، (م: ۶۶۵ھ)
10. اسباب النزول-علی ابن المدینی، (م: ۲۳۴ھ)، اسباب النزول-علی بن احمد الواحد نیشاپوری، (م: ۴۶۸ھ)
11. اسباب النزول- ابو الفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی، (م: ۵۹۷ھ)، العجاب فی بیان الاسباب-ابن حجر عسقلانی، (م: ۸۵۲ھ)
12. لباب النقول فی اسباب النزول-جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی، (م: ۹۱۱ھ)
13. المصاحف-ابن ابی داؤد سجستانی، (م: ۳۱۶ھ)
14. فضائل القران-ابوعبید القاسم بن سلام (م: ۲۲۴ھ)
15. البرھان فی فضائل القران-ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی، (م: ۵۹۷ھ)
16. اعجاز القران-ابو بکر باقلانی، (م: ۴۰۳ھ)
17. جمال القراء کمال القراء- علم الدین سخاوی، (م: ۶۴۳ھ)
18. النشر فی القراءت العشر-ابن الجزری، (م: ۸۳۳ھ)

علوم قرآن پر تصنیف کی گئی براہِ راست کتب کا تعلق اطلاق و تطبیق سے ہے جبکہ بالواسطہ کتب کا تعلق تاسیس سے ہے۔ یعنی دوسری قسم کے علوم وہ بنیاد فراہم کرتے ہیں جن پر پہلی قسم (تفاسیر) کی عمارت قائم کی جاتی ہے۔ اور دونوں کی طرح کی کتب موضوعی منہج کی بظاہر عکاسی کرتی ہیں اور فہم قرآن کے لئے مدومعاون ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن بعض محققین کے نزدیک علوم القرآن کے تحت مختلف موضوعات پر تصنیف کردہ کتب کو تفسیر موضوعی کے مصادیق میں شمار نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ تفسیر موضوع کے مقصد سے مختلف ہیں، لہٰذا ان کا ہدف کسی مسئلے میں قرآنی نظریہ کو پیش کرنا نہیں ہے۔ اس بناء پر انہیں تفسیر موضوعی کے لئے ایک مستقل علم کی حیثیت کوئی اصل یا بنیاد نہیں سمجھا جاسکتا۔

کتب فقہ میں موضوعاتی رجحان کا تصور:

کتبِ فقہ میں موضوعاتی رجحان دراصل اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ فقہاء کرام محض فقہی مسائل واحکام کے جزئیات ہی بیان نہیں کرتے بلکہ ان کا استنباط براہِ راست قرآن و سنت سے ہوتا تھا۔ اس طرح فقہائے کرام جب کسی کتب فقہ میں کتاب الصلوۃ، کتاب النکاح یا کتاب البیوع وغیرہ کے مسائل کا احاطہ کرتے ہیں تو اس ضمن میں بطور استدلال و استنباط جب وہ موضوع

کے متعلقہ تمام آیات کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں تو ان کا یہ طریقہ کار بھی ایک طرح سے تفسیر موضوعی کی ایک شکل اور بنیاد بن جاتا ہے۔

کتب حدیث میں موضوعاتی رجحان کا تصور:

کتبِ حدیث میں تفسیرِ موضوعی کا رجحان کتبِ فقہ کے مقابلے میں زیادہ واضح اور منظّم صورت میں نظر آتا ہے بالخصوص کتب صحاح ستہ میں۔امام بخاری، امام مسلم، اور امام ترمذی، جب کسی باب کا عنوان قائم کرتے ہیں تو اکثر ابتداء کسی قرآنی آیت سے کرتے ہیں۔اس کا مقصد یہ بتانا ہوتا ہے کہ اس باب میں موجود تمام احادیث دراصل اسی ایک آیت یا قرآنی موضوع کی تفسیر و تشریح ہیں۔اس طرح وہ آیاتِ قرآنیہ "عنوان" بن جاتی ہیں اور احادیث اس کی موضوعاتی تشریح و تفصیل۔ جیسا کہ کتاب الایمان کے آغاز میں امام بخاری نے ایمان کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے ان آیات کو بطور استشہاد ذکر کیا جن میں "زیادۃِ ایمان "کا ذکر ہے: جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ (11)

وَزِدْنَاهُمْ هُدًى (12)

وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا (13)

یوں ہی صحیح بخاری میں کتاب التفسیر کے تحت مختلف موضوعات کے تحت آیات کو جمع کر کے ان کی تفسیر کے لئے احادیث لانے کا عمل نہ صرف اس پورے قرآنی موضوع کو ایک فکری وحدت عطا کر دیتا ہے۔بلکہ اس سے درج ذیل فوائد بھی حاصل ہوں گے:

حدیث کی مدد سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ایک موضوع پر نازل ہونے والی مختلف آیات کا باہمی ربط کیا ہے۔

قرآنی آیات میں مذکور کسی حکم میں اجمال ہوتا ہے۔جیسے "اقیمواالصلوۃ " (نماز قائم کرو) مجمل ہے۔محدثین نے اس موضوع کی تمام آیات اور ان کی تفصیل میں سینکڑوں احادیث جمع کر کے ایک "موضوعاتی انسائیکلوپیڈیا" بنا دیا۔

اگر بظاہر دو آیات میں کوئی تعارض و اختلاف محسوس ہو تو محدثین متعلقہ احادیث کو ایک ہی باب میں جمع کر کے یہ بتاتے ہیں کہ ان کے درمیان تطبیق کی صورت کیا ہو سکتی ہے۔

تفسیر موضوعی کے ارتقائی مراحل:

تفسیر موضوعی کا رجحان عہد رسالت، عہد صحابہ و تابعین، نیز کتب علوم القرآن، اور احادیث و کتب فقہ میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے۔البتہ تفسیر موضوعی نے باقاعدہ اصطلاح اور منہج کے طور پر ارتقائی صورت بیسویں صدی میں اختیار کی جب اس پر محققین و ماہرین علوم قرآن کی طرف سے باقاعدہ تصنیفات لکھے جانے اور جامعات کی سطح پر اس کو داخل نصاب کئے جانے کا آغاز ہوا۔سب سے پہلے جامعۃ الازھر مصر کے "کلیۃ اصول الدین" کے نصاب میں باقاعدہ ایک مستقل عنوان کے طور پر تفسیر موضوعی کو شامل کیا گیا،اس کے بعد دیگر ممالک جن میں، سعودی عرب، عراق، شام، عمان، فلسطین، ایران، انڈونیشیا، سری لنکا کے جامعات نے بھی تفسیر موضوعی کو ہر سطح کے طلبہ کے لئے داخل نصاب کیا۔تفسیر موضوعی کے ارتقائی ادوار کو درج ذیل مراحل میں سمجھا جا سکتا ہے:

پہلا مرحلہ: اساسی تصورات (عہد رسالت، صحابہ وتابعین)

اس دور میں تفسیر موضوعی اگرچہ باقاعدہ اصطلاح کے طور پر موجود نہیں تھی لیکن اس کے اساسی تصورات، تفسیر القرآن بالقران، کتب احادیث وفقہ میں موضوعاتی تبویب کی صورت میں موجود رہے۔

دوسرا مرحلہ: دورِ تدوین

اس عہد میں مفسرین نے علوم قرآن ومختلف قرآنی عنوانات پر مستقل تصنیفات کا آغاز کیا جو کہ اس موضوعی منہج کے ارتقاء میں اہم سنگ میل ثابت ہوئیں۔ مفردات القران، احکام القران، علوم القران، اقسام القران، امثال القران ودیگر قرآنی عناوین پر کتب نے قرآن کریم کے تعلق سے باقاعدہ موضوعاتی مطالعی کی بنیاد رکھی۔

اس دور میں مفسرین نے مخصوص قرآنی عنوانات پر مستقل کتب لکھنا شروع کیں، جو اس فن کے ارتقاء میں اہم سنگ میل ثابت ہوئیں۔

تیسرا مرحلہ: تشکیل جدید (بیسویں صدی)

یہ وہ عہد ہے جس میں تفسیر موضوعی نے تفسیر ترتیبی کے مقابلے میں باقاعدہ ایک منہج واصطلاح کی صورت اختیار کی۔ اس عہد میں تفسیر موضوعی کے ارتقاء کے بنیادی طور پر دو عوامل کار فرما تھے۔

ا-جدید الحادی نظریات کا چیلنج: مفسرین کو ضرورت محسوس ہوئی کہ سوشلزم، کیپٹلزم اور ڈارونزم جیسے نظریات کے سامنے اہل اسلام کی جانب سے قرآن کریم کا "جامع نظریہ" پیش کیا جائے۔ لہٰذا اس عہد کے سماجی، معاشی اور فلسفیانہ مسائل کے حل کے لئے ماہرین علوم قرآنیہ کی جانب سے قرآنی نظریات پیش کئے گئے۔ جیسے محمد عبدہ اور رشید رضا نے "تفسیر المنار" میں قرآنی آیات کو سماجی مسائل کے حل کے طور پر پیش کیا۔ علامہ محمد باقر الصدر نے اپنی کتاب المدرسۃ القرآنیۃ میں یہ نظریہ پیش کیا کہ مفسر کو کائنات کے حقائق لے کر قرآن کے پاس جانا چاہیے تاکہ قرآن ان پر اپنا فیصلہ دے۔

۲-جامعۃ الازھر کا کردار: 1960 کی دہائی میں جامعہ ازہر، مصر کے کلیۃ اصول الدین میں تفسیر موضوعی کو باقاعدہ نصاب کا حصہ بنایا گیا۔

چوتھا مرحلہ: معاصر دور (موجودہ عہد)

موجودہ عہد میں تفسیر موضوعی اپنی ضرورت وافادیت کے پیش نظر فہم قرآن کے لئے ایک موثر علمی منہج کی شکل اختیار کرچکی ہے۔ اس عہد کے تمام چیلنجز، سیاسی، سماجی، معاشی ومعاشرتی اور سائنسی اور انسانی زندگی کے متعلقہ تمام مسائل کا حل قرآن کریم سے جاننے کیلئے تفسیر موضوعی اپنے اصول وضوابط کے ساتھ ایک مفید منہج بن چکی ہے۔ نیز تفسیر موضوعی کا ارتقاء اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن ایک زندہ جاوید کتاب ہے جو ہر دور کے پیش آمدہ مسائل کا حل اور نئے سوالات کا جواب دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ تفسیر موضوعی اپنے بنیادی تصورات وجزوی مطالعات سے شروع ہو کر اب ایک مکمل علمی منہج ومستقل نظریہ کی تشکیل تک پہنچ چکی ہے۔

تفسیر موضوعی کی معاصر تصنیفات:

تفسیر موضوعی کے منہج، اصول وضوابط، ضرورت وافادیت، الوان واقسام کی توضیح کے لئے معاصر علما ومحققین کی جانب سے باقاعدہ درج ذیل تصنیفات زیب قرطاس کی گئی ہیں:

1. التفسير الموضوعي للقران الكريم-احمد السيد الكومي
2. البداية في التفسير الموضوعي- عبدالحه فرماوی
3. المدخل الى التفسير الموضوعي-عبدالستار فتح الله سعيد
4. التفسير الموضوعي بين النظرية والتطبيق-صلاح عبدالفتاح الخالدی
5. مباحث في التفسير الموضوعي-ڈاکٹر مصطفی مسلم
6. دراسات في التفسير الموضوعي،-ڈاکٹر زاہر عواض الالمعی
7. نحو تفسير موضوعي لسور القرآن الكريم- شيخ محمد الغزالی
8. التفسير الموضوعي لسور القرآن الكريم-نخبة من علماء التفاسير وعلوم القرآن
9. موسوعة التفسير الموضوعي للقرآن الكريم- جماعة في مركز التفاسير لدراسات القرآنيه
10. المدرسة القرآنيه-محمد باقر الصدر
11. منشور جاوید-مفاہیم القران- جعفر سبحانی
12. تفسیر نمونہ-پیام قرآن-ناصر مکارم شیرازی

خلاصہ کلام یہ ہے کہ فہم قرآن کا موضوعی منہج نزولِ قرآن کے ابتدائی ادوار میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے، یوں ہی عہد صحابہ و تابعین اور مابعد کے ادوار میں موضوعی منہج کی امثلہ ملتی ہیں۔البتہ تفسیر موضوعی نے باقاعدہ طور پر ایک مستقل منہج کی شکل بیسوی صدی میں اختیار کی۔اس عہد جدید میں تفسیر کے موضوعی منہج کے لئے باقاعدہ اصول و قواعد، اور اس کی مختلف صورتوں کی افادیت واہمیت پر باقاعدہ کتب کی تصنیفات کاآغاز ہوا۔

نتائج البحث:

1. فہمِ قرآن کا موضوعی منہج عہدِ نزولِ قرآن میں کسی نہ کسی صورت میں موجود رہا۔
2. عہدِ صحابہ میں مختلف آیات کو ایک موضوع کے تحت جمع کر کے ان سے اخذ و استنباط کی عملی مثالیں ملتی ہیں۔
3. عہدِ تابعین اور بعد کے ادوار میں بھی فہم قرآن کے لئے موضوعی اندازِ فہم کی متعدد صورتیں سامنے آئیں۔
4. مابعد ادوارِ تفسیر میں اگرچہ موضوعی منہج مستقل عنوان کے طور پر مدون نہ تھا، تاہم مفسرین کی کاوشوں میں اس کے واضح آثار پائے جاتے ہیں۔
5. تفسیرِ موضوعی نے ایک باقاعدہ، منظّم اور مستقل منہج کی حیثیت بیسویں صدی میں اختیار کی۔
6. عصرِ جدید میں اس منہج کے اصول و قواعد کی باقاعدہ تدوین عمل میں آئی، جس سے اس کی علمی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔
7. موضوعی تفسیر کی مختلف اقسام اور صورتوں (مثلاً موضوعی، سورتی وحدت، اور قرآنی اصطلاحات) کو واضح طور پر متعین کیا گیا۔
8. اس منہج کی افادیت واہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے مستقل کتب اور تحقیقی مقالات کی تصنیف کا آغاز ہوا۔
9. معاصر علمی و فکری چیلنجز کے تناظر میں موضوعی منہج کو قرآن فہمی کے ایک مؤثر اور جامع طریقِ کار کے طور پر تسلیم کیا گیا۔

10. تفسیرِ موضوعی علومِ قرآن میں ایک نمایاں، منظّم اور عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ علمی منہج کے طور پر مستحکم ہو چکی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

(1) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار المعرفۃ، بیروت لبنان، ۱۴۲۶ھ، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی: ولقد آتینا لقمان الحکمۃ۔۔۔الخ، حدیث: ۳۲۳۶، ج ۳ ص ۱۲۲۶

(2) صحیح بخاری، کتاب تفسیر القران، رقم الحدیث: 477 ج ۳، ص ۴۷

(3) المومنون: ۱۰۱

(4) الصفٰت: ۲۷

(5) النساء: ۴۲

(6) النازعات: ۲۷

(7) الفرقان: ۷۰، النساء: ۱۳۴، ۱۵۸

(8) صحیح بخاری، کتاب تفسیر القران، باب تفسیر سورۃ حم السجدۃ، رقم الحدیث: ۴۵۳۷ ج ۴، ص ۱۸۱۵

(9) صحیح بخاری، کتاب تفسیر القران، باب تفسیر سورۃ حم السجدۃ، رقم الحدیث: ۴۵۳۷ ج ۴، ص ۱۸۱۶

(10) صنعانی، ابو بکر ہمام عبدالرزاق، مصنف عبد الرزاق: کتاب الطلاق، باب اِقل مدۃ الحمل، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۸ھ، حدیث: ۱۳۴۴۴، ج ۱۰، ص ۲۱۳

(11) الفتح: ۴

(12) الکہف: ۱۳

(13) المدثر: ۳۱